امام احمد رضا کا فلاسفہ سے اختلاف اور ان کے نظریات پر تنقید

*
*
*

از علامہ مفتی محمد عنایت احمد نجمی
(دارالافتاء جامعہ غوثیہ عربی کالج اترولہ۔ بھارت)

فلاسفہ نے اپنے مزعومات ومزخرافات کی بنیاد پر اسلامی معتقدات پر ضرب کاری لگانے کی سعی کی اور دینی ارتقاء کے بلند بانگ ادعا کے ساتھ۔ اس دنیا کے مشاہدات کو لیکر جو دنیا ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اس دنیا کو بھی ناپنے اور جانچنے کی کوشش کی جو مابعد حیات دینوی ہے جسے برزخ آخرت۔ مندا اور معاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور صرف اس پر بس نہیں بلکہ ان جہلاء نے اپنے عقلی گھوڑے الہیات۔ نبوات' ذات وصفات الٰہی سزا وجزاء جنت وجہنم 'حشرونشر ودیگر امور خفیہ وغیبیہ کی سرحدوں تک دوڑایا۔ نتیجہ جو ہوا وہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ ٹھوکر' مسلسل ٹھوکر۔ کہیں اس وادی میں کوئی ہلاک ہوا تو دوسرا کسی اور وادی میں دم توڑ گیا۔ مکمل تباہی دائمی بربادی لازمہ حیات بن گیا۔

بظاہر ان نادان فلاسفہ کی مثال اس اندھے جیسی ہے جو ایک آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو اور خود راستہ چلنے کے لئے دوسرے کا محتاج ہو مگر کسی بینا اور انکھیارے کا سہارہ لینے کے بجائے خود ہی رہبرو رہنما بننے کی تباہ کن ہوس میں آگے چلنے لگے اور بدقسمتی سے کچھ دوسرے اسی طرح کے لوگ اس کو ہادی طریق مان کر اسی کے پیچھے چل پڑیں ایسوں کا انجام کیا ہوگا ہر عاقل جانتا ہے کہ سوا تباہی اور بربادی کے ایسوں کا مقصد اور کیا ہوسکتا ہے۔ ایسے کم نظر اور فریب خوردہ لوگ جو اپنے ہی خیال ومفروضات کو یقین و اعتماد کا آخری درجہ دیدیں دوسرے کے

www.AlahazratNetwork.org

دلائل وبراہین کو دیکھنے کی بھی زحمت گوارہ نہ کریں اور نہ ہی دوسرے کی بات سنیں ایسے لوگ یقیناً "سراب" کو پانی سمجھ کر مطمئن ہوبیٹھے ہیں۔ "اسلام وایمان" جو ایک ابدی حقیقت ہے جہاں تخمین ظن کی ہرگز رسائی نہیں بلکہ یقین وحقیت عزم واعتماد کی پربہار فضائیں دل ودماغ کو معطر کرتی ہیں ایسے پربہار سبزہ زاروں میں رہنے والے باذوق لوگ کسی خزاں رسیدہ ماحول میں زندگی گزارنے کو موت سے کم کا درجہ نہیں دیتے۔

یہی بنیادی وجہ تھی کہ علماء اسلام اور اساطین اپنی بے شمار تصنیفات،مضامین، اپنی تحریروں اور تقریروں میں اہل فلسفہ کے گمراہ کن نظریات کی بھرپور اور زبردست انداز میں تردید کرتے رہے اور ان کے گڑھے اور خودساختہ اصولوں کے بخیے ادھیڑتے رہے حتیٰ کہ حضرت امام رازی کے بارے میں کہا گیا کہ انھوں نے فلسفہ جیسے گمراہ کن نظریہ کو کلمہ پڑھا دیا اور فلسفہ مسلمان ہوگیا۔ چودھویں صدی ہجری میں ایک نابغہ روزگار ہستی منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی جسے دنیائے "اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی" "آیت الہٰی" "معجزہ رسالت" "تاج الفحول" سراپا عشق رسول" کے بیشمار عمدہ القاب سے جانا پہچانا حالانکہ حق یہ ہے کہ دنیا نے اسے پہچان کر بھی کچھ نہیں پہچانا کیونکہ معجزہ سمجھ میں کہاں آتا ہے؟ آیات میں سبھی آیات محکم ہی نہیں کچھ متشابہات بھی تو ہیں۔(۱) مختصر یہ کہ اس ذات گرامی کے علم وفضل کی موسلادھار بارش سے کئی بے آب وگیاہ بنجر ناقابل کاشت علوم کی زمینوں کو سرسبز وشاداب کرکے پھولوں اور پھلوں سے مالامال کردیا۔ ظاہر ہے کہ ایسی دیدہ ور ہستی بھلا فلاسفہ کے پھیلائے ہوئے گمراہ کن نظریات کے مفروضات اور مزعومات کے تباہ کن اثرات سے اپنا دامن کیسے بچاتی؟ مجدد اعظم امام فخرعرب شمس عجم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ عنہ نے فلاسفہ کے ان اصولوں اور بنیادوں پر ایسی ضرب کاری لگائی کہ پوری عمارت فلسفہ زمین بوس ہوگئی اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ غور فرمائیں مسئلہ "جزو لایتجزی" فلسفہ کا وضع کردہ ایسا قانون ہے کہ اگر اس کا بطلان کردیا جائے تو بہت سی چیزوں کو قدیم ماننا پڑے گا جبکہ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ ذات وصفات واجب الوجود کے سوا کوئی شئے قدیم نہیں۔ دیکھئے امام فلسفہ اسلام نے اس دیوار پر کس طرح ڈائنامیٹ فٹ کیا ہے ملاحظہ فرمایئے ملفوظات حصہ دوم ص ۶۳-۶۵ مطبوعہ کراچی

عرض۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ جز لایتجزی باطل ہے اگر باطل مانا جائے اور حیولی اور صورت کی قدامت باطل کردی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی؟

ارشاد۔ اگر جزء لایتجزی نہ مانا جائے تو ہیولی اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا ان دلائل فلاسفہ کا اٹھانا بھی طویل عریض مباحث جائے گا اسی لئے ہمارے علماء نے اسے سرے ہی سے رد

www.AlahazratNetwork.org

فرمادیا۔"گربہ کشتن روز اول باید" دین اسلام میں ذات و صفات الٰہی کے سوا کوئی شی قدیم نہیں۔ رب العزت فرماتا ہے "بدیع السموت والارض" نیا پیدا فرمانے والا آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں ہے کہ **کان اللہ ولم یکن معہ شی** ازل میں اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا غیر خدا کسی شئے کو قدیم ماننا کفر ہے۔

"جزء **لایتجزی**" کے ثبوت میں علماء اسلام کے عقلی دلائل کے انبار ملتے ہیں فلاسفہ ان بھاری بھرکم ادلہ کو توڑ نہیں سکتے مگر سوال پھر بھی قائم ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم اور اس کے بعد احادیث مصطفےٰ علیہ السلام میں کوئی آیت یا حدیث فلاسفہ کے اس نظریہ کی تغلیط کرتی ہے یا نہیں جہاں تک اس حقیر کا خیال ہے کہ قرآن کریم کی آیت سے جزء **لایتجزی** کا ثبوت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ہی حصہ ہے ملاحظہ فرمائیں ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۱۷-۱۸ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی فرماتے ہیں "میں نے جزء **لایتجزی** کا قرآن عظیم سے اثبات کیا ہے فرماتا ہے **ومزقنھم کل ممزق** اور ہم نے ان کو پارہ پارہ کردیا ہے پارہ پارہ کرنا ممزق ،معنی اسم مفعول نہیں کہ اس صورت میں تحصیل حاصل ہوگی ،معنی مصدر ہے یعنی ممزق ،معنی تمزیق ہے تو آیت مذکورہ کا افادہ یہ ہوا کہ انہیں ہم نے حد ممکنہ تک پارہ پارہ کیا اور اب ایک جز ایسا بھی ہوگا جس کا پارہ ہونا ممکن نہیں تو جزء **لایتجزی** کا ثبوت ہوگیا۔

"علم" کیا ہے؟ اس کی ماہیت کیا ہے۔ تعریف کیا ہے؟ فلاسفہ کی پوری جماعت اندھیرے میں تیر پھینکتی رہی اپنے علم کی پوری تعریف طے ہی نہ کرپائے آگے بڑھ کر علم الٰہی تک پہونچ گئے اور اس پر مباحث شروع کردیئے اس سلسلے میں ایک سوال اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتا ہے سوال اور جواب ملاحظہ فرمائیں (ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۶۴-۶۵

عرض ......باری تعالیٰ کا علم فعل مخلوقات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا؟

ارشاد...یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا کہ وہ علم الٰہی کو فعل و انفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علم الٰہی صورت سے منزہ جیسے اس کی ذات کی کنہ کوئی نہیں جان سکتا یونہی اس کی صفات کی۔ فلاسفہ نے جو کہا کہ علم نام صورت حاصلہ عندالعقل کا ہے غلط ہے ان سفہائے اصل وفروع میں فرق نہ کیا علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے کہ جو شئی اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الٰہی کو کیا پہچانیں گے۔

www.AlahazratNetwork.org

اسی سلسلے میں ایک سوال اور فاضل بریلوی کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۲۱

عرض...... حضور خلاء ممکن ہے؟

ارشاد..... خلاء بمعنی فضا تو واقع ہے اور فضا بمعنی خالی عن جمیع الاشیاء موجود تو نہیں لیکن ممکن ہے فلاسفہ جتنی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزء لایتجزی اور خلاء وغیرہ کے استعمال میں وہ بہت دور ہیں کوئی دلیل فلاسفہ کی ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ سکے۔"

لگے ہاتھوں یہ امر بھی ملاحظہ فرماتے چلیں کہ نفس ناطقہ (روح) کے بارے میں فلاسفہ مختلف الرائے ہیں کوئی جسم اور روح میں اعتباری فرق کا قائل ہے کوئی کچھ کہتا ہے مگر مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔ ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۲۶

عرض...... حاشیہ خیالی پر مولوی عبدالحکیم نے لکھا کہ روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے۔

ارشاد..... یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد مانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہوجائے گا محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ عقلاً" **فاذا سویته ونفخت فیه من روحی** فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور روح اور ہے۔"

فلاسفہ آسمانوں کو قابل خرق والتیام نہیں مانتے اسی وجہ سے ان جہلا نے سیر معراج اور شق القمر جیسے معجزات کا انکار کیا اس سلسلے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ نے جو سیدھا راستہ بتایا اس کے الفاظ اس لائق ہیں کہ انہیں آب زر سے لکھا جائے اور لوح دل پر نقش کرلیا جائے (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۳) پر فرماتے ہیں "الٰہیات ونبوات" ادا کو جو میزان عقل سے تولنا چاہے گا وہ لغزش کرے گا عقائد سمعیہ کے بارے میں ان نصوص شرید. کے ہاتھ میں ایسا ہوجائے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت بس "امنا به كل من عند ربنا یہ راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے۔ سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو۔۔۔۔"

یہ ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جن کے مدرسہ فکر وفن کے مینار اتنے بلند وشاندار ہیں کہ جس کے روبرو ابن سینا شیخ الرئیس، اور شیخ الاشراق، سقراط وبقراط، عبدالحکیم سبھی کوتاہ قامت اور ضعیف تلامذہ میں نظر آتے ہیں ایک طرف اعلیٰ حضرت اگر فلاسفہ کے گمراہ کن اصول ونظریات پر تنقید وتبصرہ کرتے ہیں تو اسی کے ساتھ ساتھ ایمانیات ہی کے اصل ہونے پر زور دیتے ہیں جس کا واضح مطلب فاضل بریلوی کے مطابق یہ ہے کہ کسی فن کا امام ہوجانا، شیخ الرئیس ہوجانا یا اس سے اونچا کوئی مقام حاصل کرلینا کمال نہیں البتہ مومن بن جانا یہ ضرور

www.AlahazratNetwork.org

باعث صد افتخار اور اعزاز ہے چنانچہ ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ملفوظات "معقولیوں نے اپنے وصف میں سے (نا) گھٹا دیا بے واسطہ اللہ تک وصول محال ہے سوائے ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے۔ نفحات الانس شریف میں ہے ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہوکر عرض کی۔ غزالی کیسے ہیں؟ فرمایا فاز مقصودہ اپنی مراد کو پہنچ گئے عرض کی فخرالدین رازی کیسے ہیں؟ فرمایا رجل معاتب' ان پر عتاب ہے معاذ اللہ عقاب نہ فرمایا عتاب سزا ہے اور عتاب حصہ احبا ہے۔ عرض کی ابن سینا فرمایا بے میرے واسطے کے اللہ تک پہنچنا چاہتا تھا میں نے ایک دھول لگائی کہ تحت الثری کو چلاگیا۔ یہ بعض صالحین کا خواب ہے۔ اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے مراۃ الجنان میں ایک روایت یہ تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہوگیا تھا موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا ۔ باندی غلام سب آزاد کردیئے رات ودن نماز وتلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا اگر ایسا ہے تو اس کے اس شعر نے کام دیا کہ۔

باشد	باشد	تو	عنایتے	کے	آنجا
کروہ	نہ	چوں	کروہ	چوکروہ	ناکروہ

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اسی برس کے بت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شہر بلکہ ابدال سے بھی اعلی بدلاء سبعہ سے کرلیتے ہیں اگر ایسا ہے تو رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ مگرامت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا۔ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل"

معخزن فلسفہ ہیں معدن منطق بھی ہیں۔ گلشن رشد وہدایت بھی ہیں اعلیٰ حضرت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.AlahazratNetwork.org